THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ مطابق ۹ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے ۔ کمزوری آہستہ آہستہ رفع ہو رہی ہے ۔ معمولی غذا ابھی ہضم ہونے لگ گئی ہے ۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

۱۶ جولائی ۔ بوجہ علالت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ خطبہ جمعہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجیہ بغرض معائنہ وبعض دیگر امور ضروریہ خانیوال سٹلمنٹ میں تشریف لے گئے ہیں ۔ ان کی عدم موجودگی میں خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر امور عامہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

حافظ جمال احمد صاحب مولوی غلام احمد صاحب شورکوٹ سے واپس آگئے ہیں۔

چونکہ نقب زنی وغیرہ کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں ۔ اس لئے لوکل حفاظت کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے ۔ جس کے صدر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب تجویز ہوئے ہیں۔

رموزِ احمدیت

ایک مسلسل نظم

رجا و خوف

(از جناب محمد احمد صاحب بی اے ۔ ایل ایل ۔ بی ۔ وکیل جالندھر)

بر درِ میخانہ اذنِ عام داد
غم زدائے قلبِ مضطر آمدہ
مژدۂ بشریٰ لکم طوبیٰ لکم
صد ہزاراں آیتے از حق نمود
دولتِ ایمان و اطمینان بداد
مرغِ دل شد مژدۂ طوبیٰ شنید
ایں گروہ جبہ پوشاں را نگاں

از خمِ ساقی کوثر جام داد
یعنی دادِ عاشقِ ناکام داد
بر خلافِ یاس نافرجام داد
بس دلیلے قاطع او ہام داد
دلبرِ دلدار دل آرام داد
از حریمِ قدسیاں پیغام داد
ایزد منان بدا الزام داد

گو در السلام برما باز زد
بے دلیلِ راہ آخر ہمرہاں!
حق تعالیٰ باز اندر آخریں
بر زبانِ رحمۃ للعالمیں
فیضِ ساقی، رہبرِ عالم گرفت
پا شکستہ رہروِ حیراں را
رہ سپارِ جاھدوا فینا شدہ
عازمانِ حجِ کوئے یار را
رہنمائی راشدہ خویش پیش
پے بپے منزل بمنزل طے نمود
ہر چہ گفتہ وانمودہ از عمل
حفظِ آداب و مراتب را نشاں
کرد از خوف و رجا دل را دونیم
غیبت و ہجراں بہم آمد ختم

خیرِ اُمت علانہ ایں انعام داد
ایں ہمہ کے تواں انجام داد
وعدۂ انعام را اتمام داد
جملہ عالم را صلائے عام داد
در خورِ ساغر مئے گلفام داد
رہ نمود و نیز رہ انجام داد
طالبان را مژدۂ الہام داد
باز حکمِ بستنِ احرام داد
ہیں کہ با ما طاقتِ اقدام داد
تازہ دم چوں آفتابِ بامداد
آنچہ او آغاز کرد انجام داد
بر سرِ ہر منزل و ہر گام داد
درد و درماں کلفت و آرام داد
صبحِ صادق را خبر از شام داد

گاہ خنداں گاہ گریانیم ما
آفتاب و ابرِ نیسانیم ما

جناب خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کی وفات پر

مجلس معتمدین مقامی مجلس شوریٰ کا اظہار افسوس

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الفضل! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل ریزولیوشن اخبار میں درج فرما کر مشکور فرمائیں۔

۱۔ رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم و مغفور جو سابقین اولین میں سے تھے۔ اور جماعت احمدیہ کے ایک نہایت مخلص اور وسیع فرد تھے۔ اور انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بہت قابل قدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ ان کی وفات پر مجلس معتمدین (جس کے وہ قدیم ممبر تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامزد کردہ ممبر تھے) اور مقامی مجلس شوریٰ دلی رنج و غم کا اظہار کرتی ہے۔ اور ان کے پس ماندگان کے ساتھ پوری پوری ہمدردی رکھتی ہے۔

۲۔ ریزولیوشن ہذا کی نقول احمدیہ گزٹ۔ اخبارات سلسلہ و پسماندگان خلیفہ صاحب مرحوم و مغفور کو بھیجی جائیں۔ ناظر اعلیٰ نصر اللہ خان ۔ قادیان ٭

سماٹرا میں تبلیغ احمدیت

مجھے عرصہ ایک سال ہونے کو ہے کہ میں سماٹرا کے جزیرہ میں مقیم ہوں۔ اس عرصہ میں میں نے کیا کیا۔ اور کس قدر تبلیغ کی۔ اس کے جواب میں میں صرف اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ ہوا میرے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ سب سے اول جو بات تبلیغ کے لئے روک تھی۔ وہ زبان ملایا کا نہ جاننا تھا۔ میں خواہش اور جوش تو رکھتا تھا لیکن اپنے جوش اور اپنی خواہشات کو ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ اور اپنے مدعا کی صحیح طور سے ترجمانی کرنا میرے لئے دشوار اور مشکل امر تھا۔

میں قادیان سے اگست ۲۵ء روانہ ہوا تھا۔ سب سے اول میں نے اپنی رہائش تاپاتوان میں اختیار کی۔ اور وہاں کام شروع کیا۔ آہستہ آہستہ لوگوں کو حق پہنچایا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا مژدہ سنایا۔ جس پر سعید روحیں قبول کرنے کے لئے تیار ہوئیں۔ اور آخر حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی میں داخل ہو گئیں۔ پھر ان کو دلائل اور سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات سناتا رہا۔ اور میرے آقا کی دعاؤں نے ان کی آبپاشی کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگوں نے اس طرف توجہ کی۔ اور چند ماہ میں ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اس وقت علماء نے میری مخالفت کی اور سخت مخالفت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ لوگ جو چند یوم پہلے مجھے بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بڑے تپاک سے ملتے تھے اور بڑی دیر تک میرے ساتھ تبادلہ خیالات کرتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ علماء مخالف ہیں اور کفر اور ارتداد کے فتوے دیتے ہیں تو وہ بھی مخالف ہو گئے۔ اور مجھے نکالنے کی تجاویز کرنے لگے گورنمنٹ کو بھی عرضیاں دیں کہ اسکو یہاں سے نکالدو۔ یہ ہمارے دین کو خراب کر رہا ہے۔ لیکن ادھر خدا تعالیٰ جماعت کو بڑھاتا رہا۔ آخر جب ان کا مجھ سے کام نہ چل سکا تو مقاطعہ اور بائیکاٹ کا طریق اختیار کیا اور کہا جو احمدی ہو گئے ان کو پرانے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے اس کا آج کل خوب اعلان کیا جا رہا ہے۔ مگر چند لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو اپنی ذمہ واریوں اور اپنے کام کو اور دلائل کو اچھی طرح سمجھ گئے۔ اور چند ایک مباحثات بھی انہوں نے علماء سے کئے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ اب یہ یہاں انشاء اللہ العزیز کام چلا سکیں گے تو میں وہاں سے رخصت ہو کر اور جماعت کو ۷۰ آدمیوں کے قریب چھوڑ کر (جواب جبکہ میں خط لکھ رہا ہوں۔ ایک سو سے زائد احمدی ہیں) وہاں سے فروری میں پاڈنگ میں آیا۔ چونکہ یہاں کے علماء پہلے ہی جلے ہوئے تھے۔ اور میری کامیابی سن چکے تھے۔ اس لئے آتے ہی کافر اور دجال کے خطاب ملے۔ چنانچہ پہلا یہاں مجھے جو خط اس علاقہ سے موصول ہوا وہ یہی تھا۔ کافر۔ دجال۔ مرتد۔ اسکے علاوہ لوگوں کو علماء نے ہر ایک طرح سے روکا اور ہر ایک قسم کی خرافات اور جھوٹے اعتقاد بنا کر لوگوں کو منع کیا۔ اور علماء نے کہنا شروع کیا۔ کہ اس کی باتیں نہ سنو۔ ایسے حالات میں آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کس قدر تبلیغ مشکل تھی۔ اس وقت حضرت اقدس کی دعاؤں سے چند لوگ میرے مددگار ہو گئے۔ اور احمدیت کا اقرار کرنے لگے۔ اب ایک اخبار نکالنے کا ارادہ ہے۔ جو کہ جولائی میں شائع ہو گا کیونکہ جب تک ہمارے پاس اخبار نہ ہو گا۔ ہماری آواز دور تک نہ پہنچ سکیگی۔ اور لوگوں پر اظہار حق نہ ہو سکیگا۔ لوگ میرے پاس آنے سے بہت ڈرتے ہیں۔ مگر چاہتے ہیں کہ باتیں سنیں اسلئے اخبار جاری کرنے کی تجویز ہے۔ جو لوگ ملایا زبان جانتے ہیں۔ وہ ضرور خرید کر اعانت کریں۔ اور اگر کسی صاحب کے ملایا جاننے والے دوست ہوں۔ تو ان کے ایڈریس لکھیں۔ اور اگر کوئی صاحب مضمون لکھکر روانہ کریں تو شائع کر دیا جائیگا۔ آخر میں تمام احمدی اصحاب سے عرض پرداز ہوں۔ کہ ہم بہت کمزور ہیں۔ دعاؤں کے سخت محتاج ہیں۔ یہاں غیر بھی دشمن اور اپنے (پیغامی) بھی دشمن ہیں۔ اور وہ غیروں سے زیادہ سخت ہیں۔ خاکسار رحمت علی پاڈنگ سماٹرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۲۶ء

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق امام جماعت احمدیہ کے ارشادات

(نمبر ۳)

چونکہ عام طور پر ہندو مسلم مناقشات اور فسادات کی وجہ مذہبی امور ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اس پہلو پر کسی قدر تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اور ایسی تجاویز ارشاد فرمائیں۔ جن پر عمل کرنے سے اس قسم کے فسادات بند ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے سب سے اول یہ فرمایا کہ جب تک مذہبی لحاظ سے ہندو مسلمانوں میں صلح نہ ہوگی۔ ملکی اور سیاسی صلح بھی نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ جو لوگ مذہب کو ماننے والے ہیں۔ وہ کبھی ایسی صلح میں شامل نہ ہو سکیں گے جس سے ان کا مذہب خطرہ میں پڑتا ہو۔ اس امر کی توضیح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

"مذہبی صلح سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ سارے مسلمان ہندو ہو جائیں یا سارے ہندو مسلمان ہو جائیں بلکہ اس کا طریق یہ ہے۔ کہ سب مذاہب والے ایک دوسرے کے مذاہب کے بزرگوں کا احترام کریں۔"

یہ ایسی اہم اور ضروری بات ہے۔ کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو نہ صرف آئے دن کے بہت سے فسادات رک سکتے ہیں۔ بلکہ ہندو مسلمانوں میں نہایت دوستانہ تعلقات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور یہ کوئی مشکل بات بھی نہیں ہے مسلمانوں کو تو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بتا دیا ہے۔ کہ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ کہ ہر قوم میں نبی آتے رہے ہیں۔ اس وجہ سے ہر مسلمان دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اب اگر ہندو بھی اس کے لئے تیار ہوں۔ تو نہایت عمدگی کے ساتھ اس تجویز پر عمل ہو سکتا ہے۔

اس سے آگے حضور نے دوسری تجویز مذہبی صلح کے متعلق یہ فرمائی۔ کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے کے مذاہب پر بے جا و بے بنیاد اعتراض نہ کیا کریں۔ بلکہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اسلام میں تو اس کے متعلق یہ حکم ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ و جادلھم بالتی ھی احسن ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین۔ کہ اے مسلمانو! حکمت کی باتیں کرو۔ اور اپنے مذہب کے احسن اصول پیش کرو۔ تمہیں دیگر مذاہب پر اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیا تم خدا کو بتانا چاہتے ہو کہ فلاں مذہب کے لوگوں میں یہ نقائص ہیں۔ خدا خوب جانتا ہے۔ کہ کون اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ اور کون سیدھے رستہ پر ہے۔ پس تم اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرو۔

اب اگر ہندو صاحبان بھی یہ طریق اختیار کر لیں تو امن قائم ہو سکتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ دوسرے مذہب کا ذکر ہی نہ کیا جائے۔ ذکر ہو۔ مگر ایک تو کسی ایسے مسئلہ پر اعتراض نہ ہو۔ جو اعتراض کرنے والے کے مذہب میں بھی مسلم ہو۔ اور دوسرے قصے کہانیوں کی بناء پر کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ بلکہ اس مذہب کے مسلمہ اصول پر اعتراض ہو۔ پس اگر ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ کہ جو بات کسی مذہب کے مسلمہ اصول میں نہ پائی جائے۔ اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ اور جو پائی جائے۔ اسی پر اعتراض ہو۔ تو بہت کچھ امن کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

ایک اور بات جو مذہبی صلح کے لئے ضروری ہے۔ یہ ہے۔ کہ کسی مذہب کے لوگوں سے ان کا کوئی مسلمہ مذہبی اصل نہ چھڑایا جائے۔ مثلاً مسلمان گائے کا گوشت کھانا اور اس کی قربانی کرنا اپنے مذہب کے لحاظ سے جائز سمجھتے ہیں۔ ہندوؤں کو اس میں مخل نہ ہونا چاہیئے۔ اسی طرح ہندو اگر اپنے جلوسوں میں باجا وغیرہ بجانا مذہبی طور پر ضروری یقین کرتے ہوں۔ تو مسلمانوں کو اس پر نہیں چڑنا چاہیئے۔ ہاں بہ تقاضائے انسانیت و شرافت اور بلحاظ حقوق ہمسائگی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ گائے ذبح کرنے اور اس کا گوشت استعمال کرنے میں یہ احتیاط کریں۔ کہ ہندوؤں کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔ اسی بناء پر ہندوؤں کے لئے مناسب ہے۔ کہ جہاں ان کے باجہ وغیرہ سے مسلمانوں کی عبادت میں خلل واقع ہوتا ہو۔ وہاں خود بخود باجا بند کر دیا کریں۔ اس سے ان کے جلوس کی شان و شوکت میں تو کوئی فرق نہ آئیگا لیکن مسلمان ان کی اس شرافت کو دیکھ کر ان کے ممنون ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر مسلمان گائے کی قربانی ایسے طریق سے کریں۔ کہ ہندوؤں کو اس کی خبر نہ ہو۔ تو اس سے نہ قربانی کے ثواب میں کمی ہو جائے گی۔ اور نہ گوشت کا ذائقہ بدل جائے گا۔ پس یہ نہایت معمولی باتیں ہیں۔ جن پر نہایت آسانی سے عمل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کے نتائج بہت بڑے اور خوش کن نکل سکتے ہیں۔

یہ مذہبی صلح کے بنیادی اصول ہیں۔ جن کی بعض مثالوں سے تشریح کی گئی ہے۔ اگر ان اصول کو جاری کیا جائے تو فسادات کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ تجاویز نامکمل رہ جاتیں۔ اگر حضور دنیاوی امور کے بارے میں بھی صلح کا طریق بیان نہ کرتے۔ حضور نے اس کے متعلق فرمایا۔ دنیاوی امور میں اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ ہر قوم دوسری قوم کے حقوق تسلیم کرے۔ اور دیانتداری کے ساتھ ان کو پورا کیا جائے۔ یہ نہ ہو۔ کہ جہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہو۔ وہاں ان کی تعداد کے لحاظ سے انہیں حقوق دینے کا اصل پیش کیا جائے۔ اور جہاں ان کی آبادی زیادہ ہو۔ وہاں تعلیم میں زیادتی یا دولت مندی کو حقوق کا معیار قرار دیکر انہیں محروم رکھا جائے۔

اسی سلسلہ میں دوسری ضروری بات حضور نے یہ فرمائی کہ اگر کہیں ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے۔ تو جو فریق قصوروار ہو۔ اور جس کی زیادتی ہو۔ اس کو پکڑا جائے تب تک کسی قوم سے صلح نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ اپنے مجرموں کو خود مجرم قرار نہ دے۔ اب یہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں مسلمانوں کی غلطی ہوتی ہے۔ تو مسلمان مجرموں کی حمایت میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ہندو غلطی کرتے ہیں تو ہندو ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جب تک ہندو مسلمانوں میں اپنی اپنی قوم کے مجرموں کی سرزنش کرنے کی جرأت نہ پیدا ہو گی۔ بلکہ وہ ان کی بے جا حمایت کرتے رہیں گے اس وقت تک فسادات کا بند ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ مفسدہ پرداز لوگ جب یہ دیکھتے ہیں۔ کہ فساد کھڑا کرنے کی وجہ سے ان کے بیسیوں ہمارے حمایتی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ہر طرح خاطر تواضع کرتے ہیں۔ تو ان میں آئندہ فساد سے باز رہنے کی بجائے اس آگ کو اور زیادہ بھڑکانے کی جرأت ہوتی ہے۔ پس مفسدوں کے ساتھ قطعاً کسی قسم کی ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور انہیں سزا دلانے میں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

کیا ہم امید کریں۔ کہ ان تجاویز پر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمائیں۔ ہندو و مسلمان غور کرینگے۔ اور ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

سرحدی علاقہ میں تبلیغ احمدیت

خوشی کی بات ہے۔ کہ جماعت احمدیہ مانسہرہ تبلیغ احمدیت کے لئے خاص کوشش کر رہی ہے۔ اور اس میں کامیاب بھی ہو رہی ہے۔ جناب پیر محمد زمان صاحب وکیل سیکرٹری انجمن احمدیہ مانسہرہ کی تازہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ مانسہرہ کی احمدیہ جماعت نے اپنے علاقہ تبلیغ کو تبلیغی سہولتوں کے لئے دو حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ (۱) ڈھیگراں (۲) بالاکوٹ ڈھیگراں میں اس وقت تک خدا کے فضل سے بیس شخص احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں

بالاکوٹ میں دو سال سے تبلیغ جاری ہے۔ مولوی عبدالرؤف صاحب نے دو دو تین تین مہینے وہاں قیام کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے ایک صاحب قطب خان نامی احمدی تھے۔ جو بوجہ تعلقات کا سلسلہ مضبوط نہ رکھنے کے جماعت سے دور جا پڑے تھے۔ الحمدللہ کہ اب وہ بمع دوکس اور احباب کے داخل سلسلہ ہو گئے ہیں۔ ان کی خواہش کے مطابق مولوی عبدالاحد صاحب کو وہاں کا پیش امام مقرر کیا گیا ہے۔ اس وقت تک یہاں گیارہ اشخاص داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔ اور پندرہ زیر تبلیغ ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انکو توفیق دی۔ تو انشاءاللہ بہت جلد وہ بھی داخل سلسلہ ہو جائیں گے۔ یہ بیعت کنندگان معززین اور باحیثیت ہیں۔ [illegible] ۱۲ تک مزارعان بعض کے ماتحت ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب نمبردار بھی ہیں۔ اسی ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ مولوی عبدالاحد صاحب مکنہ چھپالہ جو پہلے غیر مبائعین کے مبلغ تھے۔ اب بیعت خلافت میں داخل ہو گئے ہیں۔

زبانی تبلیغ کے علاوہ بذریعہ ٹریکٹ و اشتہارات بھی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ جو بکثرت مانسہرہ و مضافات میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ مانسہرہ کے احباب کو جہاں ہم ان کی کامیاب تبلیغی کوششوں پر مبارکباد کہتے اور بیش از پیش تبلیغی کوششوں کو جاری رکھنے کی تاکید کرتے ہیں۔ وہاں ان جماعتوں کو بھی ہوشیار کرنا چاہتے ہیں۔ جو تبلیغ احمدیت سے بالکل غافل ہیں۔ اور جن میں سارے سال میں ایک آدھ شخص کا بھی اضافہ نہیں ہوتا۔ اگر اشاعت احمدیت کے لئے پوری سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ کوشش کی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ کامیابی حاصل نہ ہو۔ پس ہر جگہ کے احمدی اصحاب کو اس کے لئے خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے ٭

قدیم ہندوؤں میں بچپن کی شادی

کچھ آریہ سماجی صاحبان جن میں ان کے مشہور لیڈر شردھانند جی بھی شامل ہیں۔ کچھ عرصہ سے یہ ثابت کرنے کی تکلیف گوارا فرما رہے ہیں۔ کہ صغر سنی کی شادی کا رواج قدیم ہندوؤں میں نہ تھا۔ بچپن کی شادی کا رواج مسلمان حکمرانوں کے ہندوؤں کو ستانے کا نتیجہ ہے۔ چونکہ مسلمان اپنے سطوت و اقتدار کے زمانہ میں خوبصورت ہندو دوشیزہ لڑکیوں کو اغوا کر کے لیجاتے تھے۔ یا زبردستی اڑا لے جاتے تھے۔ اس لئے ہندو والدین مجبور ہوئے۔ کہ اپنی لڑکیوں کو ان کے بچپن ہی میں بیاہ دیں۔ اس قسم کی بچپن کی شادیاں کیونکر ان لڑکیوں کو خوبصورت دوشیزہ بننے سے روکتی تھیں۔ یا ان کے خاوند کس طرح اپنی کمسن بیویوں کو ان کے والدین کی نسبت زیادہ بہتر طور پر عورتوں کے شکاری مسلمانوں سے بچا سکتے تھے۔ اس سوال کا جواب نہیں دیا جاتا۔ لیکن ہندوؤں میں بچپن کی شادی کا سارا الزام مسلمانوں پر لگانے سے دریغ نہیں کیا جاتا ٭

اس الزام کو غلط ثابت کرنے کے لئے "ایک فاضل سنسکرت" نے اخبار "آبزرور" میں مدلل مضمون لکھا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے کہ:-

"رامائن کے ایک بند میں ان حالات کو بیان کیا گیا ہے جو رام چندر کو شادی کے وقت پیش آئے۔ منی وشوامتر راجہ دسرتھ (رام چندر جی کے والد) کے پاس آئے۔ اور کہا کہ نوجوان شہزادے کو اجازت دیجئے کہ میرے ساتھ جا کر ان راکششوں کو قتل کریں۔ جو میری عبادت میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ راجہ دسرتھ نے اس پر کہا کہ رام کی اس وقت ۱۶ سال سے بھی کم کی عمر ہے۔ اس لئے جنگ کرنے کے قابل نہیں۔ مہا رشی جی سخت برہم ہوئے۔ آخر کار راجہ دسرتھ کو ان کے گورو نے رام کو منی جی کے ساتھ بھیجنے پر رضامند کر لیا۔ لچھمن جی بھی رام کے ساتھ بھیجے گئے۔ چند روز کے بعد جیسا کہ بعد کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ دونوں راجکمار منی وشوامتر کے ساتھ ایک یگیہ میں شامل ہوئے تھے جو راجہ جنک نے منعقد کیا تھا۔ وہاں انہوں نے اس مشہور دھنش کو توڑ دیا۔ جسے کوئی راجہ ان سے پہلے نہ توڑ سکا تھا۔ فوراً ہی ایک قاصد راجکمار کی شادی کے لئے اجازت حاصل کرنے روانہ کیا گیا۔ راجہ دسرتھ اس قاصد کے جواب میں فوراً وہاں پہنچے۔ اور شادی کی رسم ادا کر دی۔"

(مدینہ ۵ جولائی)

آگے ظاہر ہے کہ رامچندر جی کی جس وقت شادی ہوئی۔ اسوقت ان کی عمر ۱۶ سال سے کم کی تھی۔ اس سے زیادہ معتبر اور واضح شہادت شادی کے وقت رامچندر کی صحیح عمر کے متعلق یہ ہے کہ رامائن کا مصنف بیان کرتا ہے کہ ایک موقعہ پر سیتا جی نے کہا تھا۔ "جب ہماری شادی کے بعد ۱۲ سال گذر چکے۔ تو میرا پتی ۲۵ سال کا تھا اور میں ۱۶ سال کی تھی" اس سے ظاہر ہے۔ کہ شادی کیوقت رامچندر جی کی عمر ۱۳ سال کی تھی۔ اور سیتا جی صرف ۴ سال کی تھیں۔

اسی قسم کی نہ صرف اور بھی مثالیں قدیم ہندوؤں میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ ہندوؤں کے مشہور مقنن منو جی کا یہ قانون موجود ہے کہ:-

"لڑکی اپنے خاوند کی حفاظت میں دیدینی چاہیئے۔
پیشتر اسکے کہ وہ سن بلوغ کو پہنچے"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

"جب لڑکی کی عمر آٹھ سال کی ہو جائے۔ تو اسکی شادی ہو جانی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے دھرم محفوظ ہو جاتا ہے"

قدیم ہندوؤں کے عمل اور منو جی کے مندرجہ بالا قانون سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوؤں میں قدیم سے بچپن کی شادی کا رواج تھا۔ اور اس کے متعلق آج کل کے آریوں کا مسلمانوں پر الزام لگانا محض غلط ہے ٭

حنفیوں اور وہابیوں کی لڑائی

اخبار "ضیافت پنج" (۲۴ جون) نے وہابیوں اور حنفیوں کی آج کل کی لڑائی کا نقشہ ایک کارٹون میں اس طرح کھینچا ہے کہ ایک مینڈھے کو جسے "احمق مرید" کا نام دیا گیا ہے۔ "حنفی ملا" صاحب پکڑے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے مینڈھے کو جس کا نام "جاہل مقتدی" رکھا گیا ہے۔ "وہابی ملا" صاحب تھامے ہوئے ہیں۔ اس طرح ملا صاحبان تو مینڈھے لڑا رہے ہیں اور ایک سنگھٹنی جھٹکئی ہاتھ میں چھری لئے کھڑے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں۔ "بس سر پھٹول کی دیر ہے۔ میری تیز چھری دونوں کا خاتمہ کر دیگی"

یہ کارٹون اگر مولوی صاحبان کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بجائے اس کے کہ اس سے عبرت حاصل کریں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے سے باز آ جائیں۔ کارٹون کی حلت و حرمت کو ہی ذریعہ فساد بنا لینگے۔ لیکن عام مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا مولوی صاحبان فی الواقعہ انکو مینڈھوں کی طرح آپس میں نہیں لڑا رہے۔ اگر ایسا ہی ہے اور اگر کیا! یقیناً ایسا ہی ہے تو ان مولویوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور ان کے ہاتھوں میں اپنی تباہی و بربادی کے سامان نہیں کرنے چاہئیں۔ ہندوؤں کو دیکھو باوجود اسکے کہ ان میں بڑے بڑے اختلافات ہیں مگر اپنے متفقہ مفاد کے لئے سب متحد ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو [illegible]

نبوت مسیح موعود اور غیر مبائعین

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی چٹھی کا جواب

نمبر (۱)

مکرم معظم جناب ڈاکٹر صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
آپ نے جو کھلی چٹھی دو اقساط میں اخبار "پیغام صلح" ۱۰، ۱۷ مارچ کے کالموں میں میرے نام رقم فرمائی تھی۔ اس کے جواب میں پہلے تو یہ عرض کر دینا ضروری چاہتا ہوں۔ کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر آپ میری چٹھی مندرجہ اخبار "الفضل" مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء پر جرح کرتے وقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خط متنازعہ فیہ کو بجنسہٖ پہلے درج کر دیتے۔ اور پھر کھلے دل اس خط پر اور میرے نتائج پر جو اس خط سے میں نے اخذ کئے بحث کرتے۔ تا دیکھنے والے اس بات کا اندازہ لگا لیتے۔ کہ آپ خط محولہ بالا کے معانی و نکات بیان کرنے میں کس قدر حق بجانب ہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ اپنے فرائض منصبی کی سرانجام دہی میں عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے میں آپ کو جلدی جواب نہیں دے سکا۔ امید ہے۔ آپ میری طرف سے اس تاخیر کو معاف فرمائیں گے۔
آپ کی اس کھلی چٹھی سے پہلے دو بند چٹھیاں مجھے مکرمی مولانا مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بھی موصول ہو چکی تھیں اور اب بھی ان کے ساتھ خط و کتابت مسائل متنازعہ کے متعلق جاری ہے کاش آپ کو اگر مجھے سمجھانا مقصود تھا۔ تو انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ مجھے بڑی خوشی سے لکھتے۔ پھر میں تبادلہ خیالات کرتا۔ اور اس طرح کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتے۔ چونکہ میں یہ اخلاقی کمزوری خیال کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی صاحب مجھے بذریعہ اخبار مخاطب کرے۔ اور میں اس کو اخبار کے ذریعہ ہی مناسب جواب نہ دوں اسلئے یہ سطور لکھ رہا ہوں:
پیشتر اس کے کہ میں تمام امور متنازعہ فیہ کو بالتفصیل لوں۔ جن کا ذکر آپ نے فرمایا ہے یہ کرر سہ کرر عرض کروں گا کہ آپ اخبار "پیغام صلح" میں پہلے وہ خط بجنسہٖ درج فرمائیں اور پھر اس کے بعد اس کی تاویل جو چاہیں کریں یہ کس قدر بے انصافی ہے۔ کہ ناظرین اخبار کو اس اصل خط کے دکھانے سے تو محروم رکھا جائے۔ لیکن اس کی تاویلات پیچیدہ عقدہ لاینحل اور گورکھ دھندا بنا کر ان کے سامنے پیش کریں۔ تا وہ ان تاویلات سے مرعوب ہو کر اصل خط کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور پھر میرے نام چٹھی لکھتے وقت کاش آپ میرے اس مضمون کا مطالعہ فرما لیتے۔ جو میں نے اخبار "پیغام صلح" کے "الزام ایمان فروشی" کے جواب میں جو مجھ پر اس نے لگایا تھا۔ اخبار الفضل میں بعنوان "میں نے بیعت خلافت ثانیہ کیوں کی" دو اقساط میں شائع کرایا۔ کرمی ڈاکٹر صاحب! خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ مجھے آپ سے یا آپ کے فریق میں سے کسی سے کوئی ذاتی بغض و عناد نہیں۔ بلکہ مجھے آپ لوگوں سے گہری عقیدت رہی ہے۔ اور اب بھی ہے۔ اور بعض تو اب بھی لاہوری جماعت میں ایسے ہیں۔ جن کا تعلق میرے ساتھ بھائیوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر نہ ہی میں نے اپنے عقائد کی تبدیلی حضرت میاں صاحب یا کسی اور کو خوش کرنے کے لئے کی ہے۔ میں نے محض اس لئے بیعت کی ہے۔ کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو عقائد صحیحہ پر تسلیم کرتا ہوں۔ اور اگر اب بھی مجھے یقین ہو جائے۔ کہ میں نے بیعت کرنے میں غلطی کی ہے۔ تو میں توبہ کرنے کو تیار ہوں۔ اندریں حالات میری تبدیلئے عقائد کو ایمان کی کایا پلٹنے اور ایمان فروشی کے مترادف قرار دینا اگر ایمان اور دیانت کے عین خلاف نہیں تو اور کیا ہے۔
مکرم ڈاکٹر صاحب! میں اس سے زیادہ کیا عرض کروں کہ یہ خط نہایت صاف اور سادہ ہے۔ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ آپ اس خط کو دوبارہ پڑھیں۔ اور دیکھیں دو متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کس صراحت اور وضاحت کے ساتھ حضرت خلیفہ اولؓ نے کر دیا ہے۔ میں صرف مختصر طور پر عرض کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر برابر ہیں۔ دوسرے کیا مسیح موعودؑ نبی ہیں۔ امر اوّل کے جواب میں فرمایا۔ "مسیح محمدی کا منکر مسیح موسوی کے منکر سے بڑھ کر ہے۔ آپ غیر احمدیوں اور عیسائیوں سے دریافت کر لیں۔ کہ وہ یہودیوں کے متعلق کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اور پھر اس سے بڑھ کر فتویٰ مسیح موعودؑ کے منکر کے متعلق لگالیں۔ اور دوسرے حضرت خلیفہ اولؓ کا یہ فرمانا۔ "کہ آپ نے بلاوجہ یہ تفرقہ نکالا۔ کہ صاحب شریعت کا منکر کافر ہو سکتا ہے۔ اور غیر صاحب شرع کا کافر نہیں۔ مجھے اس تفرقہ کی وجہ معلوم نہیں"
نیز حضرت رضؓ کا یہ فرمانا۔ کہ:۔
"کسی شخص کو نبی کہنا خدا کے اختیار میں ہے یا انسان کے اختیار میں ہیں۔ ابوبکرؓ کو نبی نہیں کہا گیا۔ اور مسیح موعودؑ کو کہا گیا"
صاف طور پر بتا رہا ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اولؓ کا یہ خط کس قدر صاف اور بین ہے۔ جسے ایک معمولی اردو کی لیاقت رکھنے والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ چٹھی محولہ بالا میں حضرت خلیفہ اول رضؓ کے ان فیصلہ شدہ امور کو بالکل نظر انداز کر گئے ہیں۔ اور دوسری لغو تاویلات میں پڑ گئے ہیں۔ اگر حضرت خلیفہ اولؓ کا خط متنازعہ فیہ انہیں کا نوشتہ ہے۔ اور ان کا فرمان آپ کے نزدیک قابل تسلیم ہے۔ تو مندرجہ بالا ہر سہ فیصلہ جات کے تسلیم کرنے میں آپ کو کوئی عذر نہ ہونا چاہئیے۔ اور یہ عبارت اس قدر صاف اور واضح ہے۔ کہ اس کے سمجھنے کے لئے کسی استاد کی ضرورت نہیں گو مجھے اس بات کی خوشی ہے۔ کہ اگرچہ عمر اور تجربہ میں آپ سے ہر طرح کم ہوں۔ لیکن باوجود اس کے آپ میرے سامنے زانوئے شاگردی تہ کرتے ہیں۔ یہ میرے لئے باعث فخر ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ میں آپ جیسے شخص سے کبھی یہ توقع نہیں رکھ سکتا۔ کہ آپ نے یہ فقرہ لکھ کر شاید میرے ساتھ تمسخر کیا ہو۔ کیونکہ یہ شیوہ عین احکام اسلام و ارشادات الٰہی کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ کے قول کو ایک مومنانہ انداز دیتے ہوئے میں جس قدر بھی فخر کروں۔ بجا ہے کہ آپ میرے شاگرد بنتے ہیں۔ اب استاد کی حیثیت سے سنئے۔ کہ شاگردوں کی برخورداری یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ استاد کے علم اور تجربہ میں شک نہیں کیا کرتے۔ ہاں اگر انہیں کوئی بات استاد کی سمجھ میں نہ آئے یا کسی امر میں شک پڑ جائے۔ تو وہ بغیر استاد کے علم و تجربہ میں شک کے اس سے دریافت ضرور کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ کے مضمون سے یہ عقیدتمندی ظاہر نہیں ہوتی۔ ایک طرف تو مجھے اپنا استاد گردانتے ہیں۔ اور دوسری طرف استہزاء اور تمسخر کر کے مجھے دل بھر کر کوستے ہیں۔ اور نہ صرف مجھے بلکہ حضرت خلیفہ اولؓ پر بھی بڑے زور سے حملے کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنی چٹھی میں آپ کا یہ فرمانا۔ کہ "کیا جو حضرت مولانا مرحوم (مولوی نور الدینؓ) جو [illegible] کر دیں۔ ہم آنکھیں بند کر کے مان لیں۔ اور اپنے عقل و فہم سے مطلق کام نہ لیں" صاف بتاتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں اس خط کا اصل مفہوم سمجھتے ہوئے حضرت خلیفہ اولؓ کے خلاف کس قدر انقباض ہے۔
اجی حضرت! جب حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت آپ نے کی تھی بیعت کرنے سے پہلے آپ کا یہ فرض تھا۔ کہ آپ بغور دیکھ لیتے۔ آیا جس شخص کی بیعت ہم کرنے لگے ہیں۔ کیا اس کے ماننے میں ایسا اندیشہ تو نہیں۔ کہ ہم سے کسی وقت کوئی ایسی بات بھی منوائے گا جو عین شریعت اسلام کے خلاف ہو۔ اس وقت آپ سے کس نے کہا تھا۔ کہ آپ عقل و فہم کو جواب دے کر حضرت مولوی نور الدینؓ مرحوم جیسے علامہ کے سامنے اپنا سر جھکائیں۔ اور ان کی بیعت کرنا عین سعادت خیال کریں۔ پھر جب آپ نے ان کی بیعت کر لی۔ تو پھر آپ کا فرض ہے کہ آپ کے ارشادات پر جو عین احکام خداوندی کے مطابق ہیں سر تسلیم خم کریں۔ آپ نے سارا زور اس بات پر لگایا ہے۔ کہ نبی سے اجتہادی غلطی ہو گئی ہے۔ اور خلیفہ بھی غلطی کر سکتا ہے اگر ان سے غلطی ہوئی۔ جیسا کہ آپ تسلیم کرتے ہیں۔ اور جب کہ

وہ خط بھی ۵ جولائی ۱۹۰۷ء کا تحریر شدہ ہے۔ تو کیا کوئی ایسا مومن اس وقت آپ میں سے نکلا۔ جس نے اس خط کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہو۔ اور یہ کہا ہو۔ کہ اس خط کے لکھنے میں حضرت مولوی صاحب (رض) نے غلطی کی ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود زندہ موجود تھے۔ آپ حضور اس معاملہ کو پیش کر کے کیوں فیصلہ نہ کرا لیا گیا۔ افسوس ہے۔ کہ یہ جرأت اس وقت کسی میں نہ ہوئی۔ اگر یہ غلطی ایسی ہے۔ جو اصول اسلام میں خلل ڈالے۔ جیسا کہ آپ ڈنکے کی چوٹ سے کہہ رہے ہیں۔ تو پھر چھوڑ دو ان دھندوں کو۔ کیوں اپنے نام کو ان ہستیوں کے ساتھ منسوب کرتے ہو۔ جن کے متعلق اس قدر گندے خیالات بھی آپ رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب! اس چٹھی کی تاویل کرتے وقت جو حملے آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور پھر حضرت خلیفہ اولؓ پر کئے ہیں۔ محتاج بیان نہیں۔ جیسا کہ آپ نے خاتم النبیین کی تفسیر کرتے وقت بے جا جرح کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول (رض) خود ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ خاتم بفتح تا ہے خاتم بکسر تا نہیں جیسا کہ آپ خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی معانی لکھتے ہیں۔ لیکن آپ نے خاتم بفتح تا پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی ہے۔ پھر آپ ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ حضرت مولانا مرحوم کی مختصر نویسی کی وجہ سے یہاں بھی متشابہات کا رنگ موجود ہے۔ اور متشابہات بھی اس غضب کا کہ سوائے آخری حصہ کے باقی کچھ سمجھ نہیں آتا۔ کہ حضرت مولانا کا منشاء کیا ہے"

کاش آپ خط درج کر کے ناظرین سے ہی پوچھ لیتے۔ کہ کیا خط ایسا ہی مہمل ہے۔ جس طرح سے کہ آپ سمجھ رہے ہیں۔ اور کیا اس خط کی وہی تاویلات ہیں۔ جو آپ نے کی ہیں؟

میں ترتیب وار ان تمام امور کو لیتا ہوں۔ جن کا ذکر آپ نے اس چٹھی کے آخر میں حضرت خلیفہ اولؓ کی وہ عبارت جو کفر دون کفر کے متعلق ہے نقل کی ہے۔ جو خط متنازعہ فیہ میں درج ہے۔ جس سے آپ کا یہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول (رض) چونکہ لکھتے ہیں۔ کہ میں "کفر دون کفر" کا قائل ہوں۔ اس لئے کفر دون کفر کا مصداق وہ شخص نہیں ہو سکتا۔ جو اسلام سے خارج ہو چکا یعنی آپ غیر احمدیوں کو ان معنوں سے کافر نہ سمجھتے ہونگے۔ کہ وہ دائرہ اسلام سے ہی خارج ہوں۔ بلکہ محض ناشکری وغیرہ کے مفہوم میں آپ نے ان کو کافر کہا ہوگا۔ مگر کیا حضرت خلیفہ اول (رض) کے خط سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"جب رسل میں مساوات نہ رہی۔ تو ان کے انکار کی مساوات بھی آپ کے طرز پر نہ ہوگی۔ تو آپ ایسا خیال فرما لیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے مسیح کا منکر جس فتویٰ (دعوی کافر وغیرہ۔ ناقل) کا مستحق ہے۔ اس سے بڑھکر خاتم الانبیاء (صلعم) کے مسیح کا منکر ہے۔"

پھر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وہ عبارت جس کو آپ نے بھی نقل کیا ہے۔ اور جو یہ ہے:۔

"کیا آپ کے نزدیک مسلم رسل جو صاحب شریعت نہیں۔ ان کا انکار بھی کفر نہیں۔ میرے خیال میں میں اور اکثر عقلمند مرزائی یہ نہیں مانتے۔ کہ تمام مساوی ہیں۔ کفر دون کفر کے قائل ہیں"

یہ ہر دو اقتباس آپ کے سارے استدلال کو باطل کر رہے ہیں۔ آپ نے مندرجہ بالا عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہا ہے۔ یہاں بھی عورت کی ناشکری سے کافر بننے والا کفر حضرت خلیفۃ المسیح اول کی مراد ہے۔ اور کفر دون کفر ان معنوں میں ہی آتا ہے۔ مگر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی عبارت علانیہ طور پر یہ بتلا رہی ہے۔ کہ اس جگہ "کفر دون کفر" سے مراد وہ کفر ہے۔ جو صاحب شریعت اور غیر صاحب شریعت انبیاء کے منکرین کو حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ رسولوں میں تفاضل ہے۔ اس لئے ان کے منکر اور کافر بھی ایک ہی درجہ میں نہ ہونگے۔ کیا خاتم الانبیاء کا کافر اور حضرت یوشع علیہ السلام کا کافر ایک ہی مرتبہ میں ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ باقی یہ کہ غیر احمدی کافر نہیں۔ حضرت کے منشاء کے صریح خلاف ہے۔ جو اس خط سے ظاہر ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا ہر دو اقتباسات میں سے پہلا صاف بتلا رہا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے منکر حضرت عیسےٰؑ کے منکروں سے سخت ترین کفر کے مستحق ہیں۔ اور یہ ظاہر بات ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ کے کافر دائرہ یہودیت میں ہو کر ناشکری وغیرہ کے معنوں میں کافر نہ تھے۔ پس کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح (رض) باوجودیکہ منکرین مسیح محمدی کو حضرت عیسےٰ کی منکروں سے اشد ترین کافر قرار دیں۔ اور پھر ان کو دائرہ اسلام کے اندر بھی تسلیم کریں۔ ایں چہ بوالعجبی است۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ آپ نے محض لفظ کفر دون کفر سے خلاف منشاء متکلم مطلب نکالنا چاہا ہے۔ ان معنوں سے تو میں بھی کفر دون کفر کا قائل ہوں۔

ڈاکٹر صاحب! اگر آپ میری شاگردی کو فخر سمجھتے ہیں۔ تو سنئے اللہ تعالےٰ کا کفر کرنا اور حیثیت رکھتا ہے۔ اور پھر رسولوں میں سے ہر رسول کا کفر علیحدہ رنگ رکھتا ہے۔ اور ہر ایک کفر کا مرتکب علیحدہ سزا کا مستحق ہے۔ ہاں بے شک احادیث میں خاوند کی نافرمانی کو بھی کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور وہ بھی کفر دون کفر کے اندر شامل ہے۔ مگر قابل دریافت تو یہ بات ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول (رض) نے جو کفر غیر احمدیوں کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ رسولوں کی کفر کی قسم میں سے ہے۔ یا خاوند کی نافرمانی وغیرہ کے اقسام میں سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضور نے غیر احمدیوں کے کفر کو رسولوں کے انکار والے کفر کی قسم میں قرار دیا ہے۔ اور پھر اس کفر کو یہود کے کفر سے اشد اور زیادہ قرار دیا ہے۔ ایسی صریح عبارت کی موجودگی میں آپ کا یا کسی اور کا اس کے خلاف مطلب بیان کرنا کیونکر صحیح مقصود ہو سکتا ہے۔ ہاں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح (رض) کے بعض غیر احمدیوں کے جنازے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو اس ثبوت میں پیش کیا ہے۔ جو آپ کے دعوی کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ بعض صورتوں میں ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض منافقوں کے جنازے پڑھے۔ کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا۔ کہ وہ منافق نہ تھے۔ یا یہ کہ وہ مسلمان تھے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پھر آپ کا یہ استدلال بھی باطل ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز بعد استخارہ پڑھنا جسے کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ صاف بتاتا ہے۔ کہ استخارہ کرنے سے یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ شخص کس قسم کا ہے۔ نمازوں کے متعلق صریح فتوی فتاوی احمدیہ میں حضرت اقدس مسیح موعود (ع) کے موجود ہیں۔ جو صاف بتاتے ہیں۔ کہ کس صورت میں نماز غیر احمدی امام کے پیچھے ہو سکتی ہے۔ وہ صورت یہ ہے۔ سن لیجئے۔ کہ غیر احمدی امام سے دریافت کیا جائے۔ کہ کیا وہ حضرت مرزا صاحب کو سچا سمجھتا ہے یا نہیں۔ اس سوال کا جواب دینے پر وہ یا تو مصدق ہو جائے گا یا مکذب۔ اگر مصدق ہو تو نماز جائز ہے۔ اور اگر مکذب ہو تو ناجائز۔ ڈاکٹر صاحب آپ ہی غور فرمائیں۔ وہ غیر احمدی ہی کب رہا۔ جو اسی وقت حضرت مسیح موعود (ع) کا مصدق ہو گیا۔ پھر آپ کے اس استدلال کے فقرہ پر کہ "خلفاء" کے منکر پر بھی کفر کا فتوی قرآن مجید میں موجود ہے۔ مجھ سے آپ یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ بتاؤ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت فاطمہ و حضرت علی اور معاویہ وغیرہ کو بھی کافر تسلیم کرنا ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا۔ جب آپ ایک طرف اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول (رض) کفر دون کفر یعنی مدارج کفر کے قائل تھے۔ تو یہ آپ کا اندیشہ کس طرح باقی رہ جاتا ہے۔ اور یہ مطالبہ کس قدر وزنی ہے۔ جب کفر کا لفظ آپ نے مدام تسلیم کر لیا۔ تو اس اعتراض کا کیا مطلب؟ مجھے تو آپ کے عقل و علم پر حیرت آتی ہے۔ کہ جب آپ کے نزدیک عورت کے خاوند کی نافرمانی کو بھی "کفر" کہا جا سکتا ہے تو اسی قسم کا کفر منکرین خلافت پر کیوں نہ آنا چاہیئے۔ اور میں یہ نہیں کہتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ آیت ومن کفر میں صاف طور پر ان کے لئے لفظ کفر استعمال کرتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ بعض بزرگان سلف و صحابہ کرام خلفاء کے منکر ہوئے ہیں۔ جن میں سے

پہلے آپ نے حضرت فاطمہ رضؓ کا نام پیش کیا ہے۔ حالانکہ حضرت فاطمہ رضؓ کے متعلق یہ اعتقاد کہ انہوں نے خلیفۂ وقت کا انکار کیا۔ اہل تشیع سے بڑھکر قدم مارنا ہے۔ کیا آپ کسی جگہ سے دکھلا سکتے ہیں۔ کہ حضرت فاطمہ رضؓ نے یہ کہا ہو کہ میں حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتی۔ بلکہ احادیث سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ حضرت ابو بکر رضؓ کو خلیفہ برحق سمجھتی تھیں۔ اور اسی لئے بعض قضایا کے فیصلہ کے لئے آپ کے پاس تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے تو یہ بات سرے سے ہی غلط ہے۔ جن جن لوگوں نے (خواہ کوئی ہو) آپ کا انکار کیا۔ فی الواقعہ ان پر حضرت خلیفۃ اوّل رضؓ کے الفاظ مبارکہ اور نص قرآنی کے ماتحت لفظ کافر عام معنوں میں بولا جا سکتا ہے۔ ہاں جن اکابر صحابہ کے نام آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ وہ خلافت کے یا خلیفہ کے منکر نہ تھے۔ بلکہ ان کو مصداق میں غلطی لگی تھی۔ اس لئے وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ذکر فرمودہ فتوے کی ذیل میں نہیں آئینگے۔ خصوصاً جبکہ انہوں نے اپنے اس خیال سے رجوع بھی کر لیا ہو۔ ہاں انکو مخطی کہا جا سکتا ہے۔ آپ ہی بتائیں۔ کہ آپ حضرت عمر رضؓ کے متعلق کیا فتویٰ لگائیں گے۔ جو ایک وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شدید مخالف رہے۔ اسی طرح سے آج کے منکرین خلافت بھی اولٰئک ھم الفاسقون کے نیچے ضرور آئیں گے۔ اور کفر دون کفر کے آپ کے خود بیان کردہ معنوں کے لحاظ سے ان پر بھی لفظ "کافر" بولا جا سکتا ہے جیسا کہ خاوند کی نافرمان عورت پر لفظ "کافر" کا اطلاق جائز ہے۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے کافر ان معنوں سے کافر تھے جن معنوں سے رسولوں کے منکر کافر ہوا کرتے ہیں۔ اور بالخصوص جن معنوں سے مسیح ناصری علیہ السلام کے منکر کافر تھے۔ میرے خیال میں خط متنازعہ فیہ کی تشریح میں نے اسقدر کر دی ہے کہ اب ضرورت نہیں رہی۔ اسپر کچھ اور لکھا جائے۔ اگر آپ وہ خط درج کر دیتے۔ تو ناظرین دیکھ لیتے کہ آپ یہ لکھنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔ کہ "میں نے اس خط کو بغور پڑھا اور بار بار پڑھا۔ مگر بہت سی باتیں ہیں جنہیں میں سمجھ نہیں سکا۔ بلکہ اگر یہ کہوں کہ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تو بہت بجا ہے کیونکہ مجھے یہ سمجھ ہی نہیں آتا۔ کہ اس خط میں کوئی ایسی مستحکم دلیل بھی ہے۔ جو مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام پر ایسی روشنی ڈال سکے۔ جس سے مبایعین کے حق پر ہونے کا نتیجہ نکل سکے۔" آپ کے نزدیک یا تو یہ خط مہمل ٹھہرا۔ جس سے آپ کچھ بھی نہیں سمجھ سکے۔ اور یا ایسا مشکل ہے۔ جس کا سمجھنا بہت دشوار ہے۔ آپکے دوسرے خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس خط کی

چند اہم سوالات کے جواب

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل قادیان)

پہلا سوال۔ اس صدی سے پہلے اگر کسی شخص نے اپنے زمانہ کے مجدد کو نہ مانا یا مخالفت کی۔ تو اس کا اور مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے منکر کا حکم ایک ہی ہے یا نہیں۔ اور ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

جواب۔ اس صدی سے قبل اس اُمت محمدیہ میں جس قدر مجددین گذرے ہیں۔ انہیں سے کسی کا انکار کفر نہیں تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کفر ہے۔ کیونکہ ان گذشتہ مجددین میں سے کوئی بھی خدا تعالیٰ کا نبی و رسول نہیں تھا۔ اور کسی غیر نبی و رسول بشر کے کسی منصب کا انکار ازروئے شریعت کفر نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ اور نبی یا رسول کا انکار ازروئے شریعت کفر ہے۔

دوسرا سوال۔ منکر نبی حقیقی و نبی ظلی (ملہم) ایک حکم رکھتا ہے یا نہ۔ کیا ہر دو کا منکر کافر کہلائے گا؟

جواب۔ اگر نبی حقیقی سے آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ جو فی الواقع نبی ہو۔ اور ظلی نبی (ملہم) سے آپ کی مراد ایسا شخص ہے۔ جو فی الواقع نبی تو نہ ہو۔ مگر ملہم۔ تو نبی حقیقی کا منکر کافر ہے۔ اور ظلی نبی (ملہم) کا منکر کافر نہیں ہے اور اگر حقیقی نبی سے آپ کی مراد صاحب شریعت نبی یعنی شارع نبی ہے۔ اور ظلی نبی سے آپ کی مراد ایسا شخص ہے۔ جو فی الواقع نبی تو ہو۔ مگر کسی نبی شارع کا روحانی شاگرد اور اس کے دین کا خادم ہو۔ اور وہ اپنی نسبت روحانی اس شارع نبی کے ساتھ عند اللہ اس قسم کی رکھنے والا ہو جو جسمانی تعلقات میں باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتی ہے۔ تو حقیقی نبی اور ظلی نبی ہر دو کے منکر کافر ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں فی الواقع خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے انبیاء و رسل کا انکار کفر ہے۔ اور حقیقی کا اور ظلی کا فرق محض ایک اصطلاحی فرق ناموں کا ہے۔ جیسا کہ عام طور پر حقیقی بھائی اس بھائی کو کہتے ہیں۔ جو فی الواقع بھائی کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ یعنی مادری و پدری بھائی سے بھائی۔ جس کے مقابل پر مادری بھائی اور پدری بھائی بھی گو فی الواقع بھائی ہی ہوتے ہیں۔ مگر لوگوں کے ایک معتد بہ طبقہ میں حقیقی بھائی نہیں کہلاتے۔ یا جیسا کہ عشق حقیقی اور عشق مجازی کی اصطلاحیں ہیں۔ جنمیں سے ہر ایک عشق واقعی عشق ہوتا ہے۔ نہ کہ فرضی۔ مگر ان میں سے ایک قسم حقیقی کہلاتی ہے۔ اور دوسری مجازی۔

تیسرا سوال۔ جو شخص مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی دس شرائط بیعت کو تسلیم کرتا اور معمول بہ مانتا ہے وہ احمدی کہلا سکتا ہے یا نہیں۔ کیا احمدیت کے لئے کچھ اور بھی فرائض ہیں۔

جواب۔ اگر اس سے آپ کی یہ مراد ہے۔ کہ جن جن امور مامور بہا اور منہی عنہا کا ان شرائط میں تصریح کے ساتھ نام لیا گیا ہے۔ ان کے سوا باقی احکام دین سے وہ اپنے آپ کو آزاد رکھنے والا ہو۔ تو ایسا شخص احمدی نہیں ہے اور اگر آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ حسب شرط ششم وہ "قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کر لینے والا ہو" اور "قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار" دینے والا ہو۔ اور اس شرط کو اسی تشریح و تفصیل کے مطابق قبول کرنے والا اور اسپر پابند ہو۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصانیف و افادات و ارشادات میں فرمائی ہے۔ تو وہ احمدی ہے (یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کے کسی حکم کو منسوخ کرکے اسکی بجائے کوئی اور حکم دینے یا اسکو ناقص دین اور اس کی شریعت کو ناقص شریعت قرار دیکر اس کی تکمیل کے لئے کوئی جدید حکم دینے نہیں آئے۔ پس جو احکام آپ نے دئے ان سب کا ماننا قرآن کریم کی حکومت کے ماتحت اور قال اللہ اور قال الرسول کے دستور العمل میں داخل ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے)

چوتھا سوال۔ احمدی اور اس غیر احمدی میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ جو ان عقائد حقہ کا معتقد اور ان اعمال صالحہ کا پابند ہو جن کی ترویج و اشاعت میں حضرت مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کوشاں رہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو اس امت کے مجددین اور ائمہ دین میں سے ایک فرد مانتا ہو۔ مگر آپ کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ لیکن اس بارے میں بھی ان کے الہام و کشف کو سچا مانتا ہو۔ جو عقول انسانیہ سے بالاتر ہے۔ اور ان کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہو۔ اور یہ کہ آیا ایسا شخص مومن اور مہتدی ہے یا اسپر اور بھی کچھ احکام عائد ہو سکتے ہیں۔

جواب۔ آپ اس شخص کو ایسے شخص پر قیاس کریں۔ جو اسلامی عقائد حقہ کا معتقد اور ان اعمال صالحہ کا پابند ہو جن کی ترویج و اشاعت و تعلیم کے لئے آنحضرت [illegible] کوشاں رہے۔ اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے مقربین اور اولیاء اللہ میں سے سمجھتا ہو۔ مگر آپ کی

نبوت و رسالت کا معتقد نہ ہو۔ لیکن اس بارہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی والہام کو سچا مانتا ہو۔ گو ایسے عقول انسانیہ بالا تر سمجھکر اسکی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہو۔ اگر آپ کے نزدیک ایسا شخص مومن و مہتدی سمجھا جا سکتا ہے۔ تو شخص مسئول عنہ کو بھی آپ مومن و مہتدی مان سکتے ہیں یا نہیں۔ دراصل یہ سوال نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کوئی خصوصیت رکھتا ہے۔ نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور نہ کسی اور خاص نبی کے ساتھ بلکہ یہ ایک عام اور اصولی سوال ہے۔ اور اسی طرح سے حل ہو سکتا ہے۔ کہ کسی مسلم نبی اللہ کی نسبت ایسی بحث اٹھائی جاوے اور سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ سوال پیدا ہی ایسے مدعی کے متعلق ہوتا ہے۔ جس کی سچائی اور راستبازی پر اور اس کے مامور من اللہ ہونے پر ایمان نہ ہو۔ ایمان کی حالت میں نہیں پیدا ہو سکتا ؛

پانچواں سوال۔ بیعت سلسلہ احمدیہ کی کیا حقیقت ہے۔ کیا یہ حصول اصل ایمان میں داخل اور شرط اسلام ہے۔ یا مثل ان بیعتوں کے ہے۔ جو ابتداء سلف سے مختلف فرق اسلامیہ میں مروج و معمول رہیں۔ اور اب تک ہیں۔

جواب۔ بانی سلسلہ احمدیہ (حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام) خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے۔ اور آپ کے سوا اب تک امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں کوئی اور نبی نہیں آیا۔ اور نبی کی جماعت میں داخل ہونے کے لئے بیعت کرنا اور کسی غیر نبی مقرب الٰہی کے ساتھ خاص روحانی تعلق پیدا کرنے کے لئے بیعت کرنا ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ پس اس بیعت کو ان بیعتوں پر قیاس کرنا سراسر غلطی ہے ؛

چھٹا سوال۔ جب کہ عقیدہ مہدی اصول عقائد اسلام میں سے نہیں۔ اور نہ ابتداءً مجمع علیہ امت۔ بلکہ احادیث واردہ فی المہدی بھی موافق اصول تنقید روایت کے اس درجہ مقبول ومسلم نہیں۔ کہ جو معیار عقیدہ غیر متزلزلہ بنکر حجت ہو سکیں۔ تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ جو دربارہ عقیدہ مہدیت متزلزل اور قبول احادیث واردہ فی المہدی میں متوقف ہو۔

جواب۔ مجموعہ احادیث واردہ فی المہدی پر من حیث ہی ایمان لانا بے شک اصول عقائد اسلام میں سے نہیں ہے۔ لیکن مہدی موعود پر ایمان لانا اور مہدی موعود کے ظہور پر ان احادیث پر ایمان لانا جو اسپر پوری ہوں۔ ضروری ہے [illegible] پر ایمان لانا اس لئے ضروری نہیں ہے۔ کہ ان کا واقعی فرمودہ آنحضرة صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں بلکہ سوائے قلیل حصہ کے جو مفید ظن ہے۔ باقی مشکوک اور موہوم ہے۔ بلکہ ان میں سے بہت سی حدیثیں موضوع بھی ہیں۔ یہ حال تو ان کا سند کے لحاظ سے ہے۔ اور کوئی بیرونی شہادت ان کی حقیّت پر قائم نہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض کے متعلق یہ بات ثابت شدہ ہے۔ کہ وہ بعض ملوک کی خاطر وضع کی گئی تھیں۔ اور مہدی موعود پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے۔ کہ جب قرآن کریم کے بتائے ہوئے معیار ہائے صدق سے ایک شخص مدعی ماموریت کا صادق ہونا ثابت ہو جائے۔ اور وہ شخص مدعی ہو۔ کہ میں مہدی موعود ہوں۔ تو ایسے شخص پر ایمان لائے بغیر قرآن کریم پر ایمان رکھنے کا دعویٰ محض ایک لاف وگزاف ہے۔ اور ایسے شخص پر ایمان لانا بہرحال ضروری ہے۔ خواہ اس کے متعلق کوئی پیشگوئی موجود ہو یا نہ ہو۔ اور اگر ہو۔ تو خواہ حدیث میں آئی ہو یا کسی اور نبوت کے سرچشمہ سے نکلی ہو۔ کیونکہ ہمیں یہ تعلیم نہیں دی گئی۔ کہ جس شخص کے متعلق کوئی پیشگوئی پاؤ۔ اسی کو قبول کرلو۔ اور کو قبول نہ کرو۔ خواہ اس کی سچائی قرآن کریم سے سورج کی طرح چمکتی ہوئی تمہیں نظر آرہی ہو۔ بلکہ جس مدعی ماموریت کی راستبازی اور سچائی پر قرآن کریم گواہ ہو۔ اس کا ماننا ہمارے لئے بہرحال ضروری ہے۔ خواہ اس کے متعلق احادیث میں کوئی پیشگوئی وارد ہوئی ہو یا نہ وارد ہوئی ہو۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ کہ موجودہ بائبل میں بھی جو کہ تحریف سے پُر ہے۔ بکثرت ایسی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی پر گواہ ہیں۔ لیکن آنحضرة صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہونا اسبات پر موقوف نہیں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پیشگوئیوں کے مصداق ثابت ہو جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے۔ کہ آپ فی الواقع خدا تعالےٰ کے سچے رسول اور نبی بلکہ تمام سچوں کے سردار تھے۔ اور اگر سابقہ کتب کا نام ونشان بھی روئے زمین پر باقی نہ ہوتا۔ تو بھی آپ پر ایمان لانا ضروری ہوتا۔ اور جو حدیثیں مہدی موعود صادق ثابت شدہ پر پوری ہو چکی ہیں ان پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے۔ کہ ایک بیرونی ذریعہ سے ان کا واقعی فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ [illegible] ہو گیا۔ گو پہلے ان کو ضعیف نہ سہی موضوع ہی قرار دیا گیا تھا۔ تو محض اس بناء پر کہ ان کا فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہونا معیار شناخت سند کے رُو سے ثابت نہیں ہوا تھا۔ نہ اس بناء پر کہ ان کا فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہونا کسی قطعی دلیل سے ثابت ہو گیا تھا۔ پس جب صدہا سال کے بعد وہ حدیثیں اس طرح سے سچی ثابت ہو گئیں۔ کہ ان میں جس واقعہ کی خبر دی گئی تھی۔ وہ اس کے مطابق نکلیں۔ تو اب ان کو جھٹلانے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ کیونکہ صدق وکذب خبر کا حقیقی اور اصلی معیار یہی ہے۔ کہ وہ مطابق یا غیر مطابق للواقع ثابت ہو جائے۔ پس جب وہ واقعہ کے مطابق نکلیں۔ تو ان کو کیونکر جھوٹا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر وہ کذاب راویوں کے طریق سے مروی ہوں۔ تب بھی ان کا جھوٹا ہونا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ کبھی جھوٹا بھی سچ بول دیا کرتا ہے۔ بلکہ جھوٹا عرفاً کہا ہی اُسے جاتا ہے۔ جو کوئی سچی بات کہے۔ اور کوئی جھوٹی۔ ورنہ جو شخص ہر بات نفس الامر کے خلاف اور برعکس کرے گا۔ وہ تو ایک طرح سے ہر معاملہ میں سچائی کی طرف رہنمائی کرنے والا ہو گا۔ کیونکہ یہ مانا ہوا امر ہے۔ کہ تُعرفُ الاشیاءُ باضدادھا۔ پس جب ممکن ہے۔ کہ ایک حدیث جو کذاب راویوں کے طریق سے مروی ہے نفس الامر میں سچی ہو۔ تو اگر کوئی ایسی ہی حدیث جو آئندہ کے متعلق کسی پیشگوئی پر مشتمل ہو۔ ایسے رنگ میں پوری ہو جائے۔ کہ اس کا مطابق واقع ہونا منکشف ہو جائے تو اس کو سچی نہ ماننا سراسر غلطی ہے۔ پس جب ایک موضوع حدیث بھی جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہو۔ نفس الامر میں سچی اور واجب التسلیم ہو سکتی ہے۔ تو جو احادیث کہ اس سے بہت بلند تر پایہ رکھتی ہیں ان کے پورا ہونے پر اُن کو سچا ماننا اور ان پر ایمان لانا کیوں ضروری نہیں ہو گا۔ ایسی حدیث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نیا اور تازہ معجزہ پیش کرنے والی ہو گی۔ پس اسپر ایمان لانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چشم دید معجزہ پر ایمان لانا ہے۔ اور اس کا انکار کرنا آنحضرت صلعم کے چشم دید معجزہ سے انکار کرنا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

ساتواں سوال۔ آپ کا یہ [illegible] کہ کسی احمدی کا غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم کسی وقتی مصلحت کی بناء پر ہے یا اصول احکام اسلامیہ کی بناء پر۔ اگر مصلحت وقتی پر مبنی ہے تو مصلحت کی تبدیلی سے کیا یہ حکم بدل بھی سکتا ہے۔ اور نیز یہ قابل غور ہے کہ ایسا کرنے سے بعض اوقات نعمت عظمیٰ سے محروم رہنا اور سنت کی مخالفت لازم آتی ہے ؛

جواب۔ یہ حکم وقتی مصلحت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ مستقل اور قطعی حکم ہے۔ اور شریعت اسلام کے عین مطابق ہے۔ یہ مستقل اس لئے ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸ کے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہیں یہ پیغام پہنچاتا ہوں۔ کہ کسی غیر احمدی کے پیچھے خواہ وہ مکفر ہو یا مکذب ہو یا متردد ہو نماز پڑھنا تم پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ بلکہ تمہارا امام وہی ہونا چاہیئے جو تم میں سے ہو (مفہوم الفاظ مقدسہ) اور مطابق شریعت اسلام اس طور پر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے کسی نبی کے منکرین ایسے زمرہ میں محسوب ہوتے ہیں۔ جن کے پیچھے کل انبیاء پر ایمان رکھنے والے لوگوں کو نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

آٹھواں سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی قول خلاف حدیث صحیح معلوم ہو۔ تو ان میں سے مقدم کس کو کیا جائے گا۔ اگر حضور کے قول کو مقدم کیا جائے گا۔ تو حضور کے اس ارشاد اصولی کا کیا مطلب ہے۔ کہ اگر کوئی حدیث معارض و مخالف قرآن کریم و سنت نہ ہو۔ تو خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو۔ اس پر عمل کریں۔

جواب۔ ایسی صورت میں حضور علیہ السلام کے قول کو اس حدیث پر مقدم کیا جائے گا۔ کیونکہ دینی امور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی بحیثیت آپ کے ایک مجتہد ہونے کے کرنے کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ اس ایمان کی بناء پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بذریعہ افاضۂ باطنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو آنحضرت صلعم کا ایسا کامل ظل اور کامل انعکاس بنایا ہے کہ جیسے مرایا متقابلہ کسی معین صورت کا نقشہ دکھانے میں بالکل تطابق رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے جس ایک مرآۃ کی پیشکردہ صورت و نقشہ کو بھی دیکھا جائے۔ وہ باقی تمام متقابل آئینوں کے پیشکردہ نقش و صورت سے کلی مطابقت رکھنے والی ہوگی۔ اور ان میں کسی اختلاف کا پایا جانا ممکن ہی نہیں۔ گویا وہی روحانیت جو اس روح پاک پر جلوہ گر ہوئی تھی۔ جس نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ملک عرب میں آنحضرت صلعم کے قالب مطہر میں ظاہر ہو کر عالم کو تاباں کیا تھا۔ ٹھیک اسی روحانیت نے گویا انعکاسی طور پر اس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ایک غلام اور آپ کے ایک روحانی فرزند کی روح پاک پر اپنا جلوہ دکھایا۔ پس جو کچھ آپ فرمائیں (دو دو امور کے متعلق یہ بات یقینی طور پر ثابت شدہ ہو۔ کہ وہ حضور کا فرمودہ ہے) وہ بہر حال مقدم ہوگا اس حدیث پر جس کا فرمودۂ آنحضرت صلعم ہونا یقینی نہیں ہے۔ بلکہ محض ظنی ہے۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو ایسی حدیث اگر حسب اصطلاح محدثین صحیح بھی ہو۔ تو بھی روحانی طریق امتیاز حدیث صحیح و غیر صحیح کا فیصلہ اس پر حاکم ہوگا۔ اسی بناء پر بعض روحانی آئمہ دین مثل شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کہ بعض احادیث جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں۔ وہ ہم پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے براہ راست جلوہ کے ذریعہ اس پایہ سے گری ہوئی ثابت ہوئیں۔ اور بعض احادیث بالعکس لیکن چونکہ وہ لوگ مامور الٰہی نہیں تھے۔ اس لئے ان لوگوں کا آنحضرت صلعم سے روحانی طور پر براہ راست حاصل کردہ علم دوسرے لوگوں پر حجت نہیں ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول اور اس کی طرف سے مامور ہیں۔ اس لئے آپ کی طرف سے جو فیصلہ صادر ہو وہ تمام لوگوں پر حجت ہے۔ اور وہ جو آپ نے حدیث پر عمل کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کا حوالہ دیا ہے۔ وہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں حدیث کا مقابلہ صرف اقوال مجتہدین دین سے پیش نظر ہے۔ نہ ان اقوال سے جن کا فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہونا یقینی طور پر ثابت ہے۔ (باقی)

مرکزی بہنوں کی خدمت میں التماس

میں اپنا خیال سپرد قلم کرنے والی ہی تھی۔ کہ میری نظر محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک کرم الٰہی کے مضمون مندرجہ اخبار الفضل پر پڑی۔ جو اسی موضوع پر تھا۔ جس پر یہ عاجزہ احمدی خواتین کی توجہ مبذول کرانا چاہتی تھی۔ میری ناقص رائے میں یہ اہم کام محض اخباری تحریک سے نہیں ہو سکتا جب تک کوئی عملی کام نہ کیا جائے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ جن نیک روحوں کو اس سلسلہ میں منسلک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ ان کا یہ فرض ہے۔ کہ اس کی نشر و اشاعت میں سرگرم رہیں۔ اور وہ پیغام حق جس کو انہوں نے خداوند بزرگ و برتر کے فضل سے پا لیا ہے۔ دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ روحانیت کے پیاسوں کو اس چشمہ آب حیات سے سیراب کریں۔ اور اس فریضہ سے سبکدوش ہوں۔ جس کا بار ان کی گردنوں پر مشیت ایزدی نے ڈالا ہے۔ جہاں ہمارے بھائی اس فریضہ کو ادا کرنے میں سرگرم کار ہیں۔ وہاں میں یہ محسوس کرتی ہوں۔ کہ احمدی بہنیں بالکل اس اہم فریضہ سے غافل ہیں۔ اور اس طرح جماعت کا آدھا حصہ کام کر رہا ہے۔ اور آدھا بالکل بیکار ہے۔ ممکن ہے۔ بعض مستند خواتین سلسلہ تبلیغ حق میں کوشاں ہوں۔ مگر ان کی سرگرمیاں بالکل پوشیدہ ہیں۔ دوسری بہنوں کی تحریک کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ان کے سامنے کوئی اُنکا عمل ہو۔ جس پر وہ عمل درآمد کرنے کی کوشش کریں۔ میں محترمہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سیکرٹری لجنۃ اماء اللہ کی خدمت میں درخواست کرنے کی جرأت کرتی ہوں۔ کہ وہ خواتین سلسلہ احمدیہ کی تربیت اور تنظیم کی طرف حضرت اقدس کی خاص توجہ مبذول کرائیں۔ حضور مرکزی بہنوں کی تنظیم اور تربیت میں تو کوشاں ہیں مگر بیرونی بہنیں اس تحریک سے محض ناآشنا ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ممبرات لجنۃ اماء اللہ سر دست کم سے کم ایک پندرہ روزہ اخبار کے اجراء کی کوشش کریں۔ جس میں علاوہ تعمیری پروگرام کے وہ اسباق بھی درج ہوں۔ جو طالبات مدرسہ خواتین حضرت خلیفۃ المسیح و دیگر بزرگان سلسلہ سے حاصل کرتی ہیں۔ اس طرح نہ صرف مرکز کی بہنیں ہی تعلیم حاصل کر سکیں گی۔ بلکہ بیرونی بہنوں کو بھی فائدہ اٹھانے کا موقعہ مل جائے گا۔ قادیان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی خواتین ہیں جو اس کام کو سرانجام دے سکتی ہیں۔ کیا میں امید رکھوں۔ کہ مرکزی بہنیں خصوصاً ممبرات لجنہ اماء اللہ و طالبات مدرسہ خواتین میری اس گذارش پر غور کریں گی۔ ایک پندرہ روزہ اخبار کا اجرا اتنے بڑے سلسلہ کی خواتین کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

راقمہ سعیدہ اہلیہ محمد صعد احمدی گلی سردار دلیپ سنگھ گوجرانوالہ

"الفضل" ہمارے نزدیک مستورات کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک زنانہ پرچہ کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ امید ہے ممبرات لجنہ اماء اللہ اس بارے میں خاص غور و فکر فرمائیں گی لیکن جب تک وہ کسی باقاعدہ پرچہ کے اجراء کا انتظام کریں۔ اس خدمت کے لئے "الفضل" اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ جماعت کی بیرونی خواتین کے علم میں اضافہ کیا جائے۔

یاددہانی

۲ر جون سنہ ۱۹۲۶ء کو ایک سرکلر چٹھی عید اضحٰی کے موقع پر مبارکباد شائع کرتے ہوئے میں نے احباب کرام سے عرض کیا تھا۔ "غرباء و مساکین کے لئے اس عید کے موقع پر قربانی کی کھالوں کا جمع کرنا اور ان کو سڑنے اور خراب ہونے سے محفوظ رکھنا اور مناسب قیمت پر فروخت کر کے روپیہ قادیان بھیجنا کام ہے۔ یہ کام بھی سلسلہ کی خدمت کا ایک جزو ہے لیکن خاص طور پر سلسلہ کی امداد کے لئے اس میں "عید فنڈ" رکھا گیا ہے۔ یہ رقم مرکزی فنڈ میں جمع ہوتی ہے۔ اور احباب کو معلوم ہے۔ کہ ہمیں مرکزی فنڈ کی تقویت دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیئے" (م م)

بنگالی زبان کا احمدی رسالہ

مرزا علاءالدین بیگ صاحب لکھتے ہیں:۔ سکرٹری صاحب دعوۃ وتبلیغ قادیان کے ارشاد کے مطابق جناب مولوی عبداللطیف صاحب پروفیسر چٹاگانگ کالج و امیر جماعت احمدیہ بنگال کلکتہ تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری کی غرض انجمن احمدیہ کلکتہ کے نظام دفتری و نظام کاروباری کا ملاحظہ تھی۔ مگر آپ نے نہایت مہربانی سے کلکتہ کے ماہوار رسالہ احمدی اور اس کے دفتر کا بھی معائنہ فرمایا۔ اور حسب ذیل رائے تحریر فرمائی:۔

"میں نے بہ رفاقت اپنے لائق دوست مولوی حکیم ابوطاہر محمد احمد صاحب رسالہ احمدی کے دفتر کا معائنہ کیا۔ جو ۲۹ اسمٰعیل سٹریٹ کلکتہ میں واقع ہے۔ اس دفتر کا تمام کاروبار مولوی حسن الدین حیدر صاحب بی۔ اے سیکرٹری نظارت تالیف و تصنیف بنگال احمدیہ ایسوسی ایشن کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔ رسالہ احمدی اس ایسوسی ایشن کی طرف سے خالص تبلیغی اغراض کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اور اس کے ایڈیٹر مولوی غلام صمدانی صاحب بی۔ اے ہیں۔ جو ایسوسی ایشن مذکور کے شعبہ امور خارجیہ کے بھی سکرٹری ہیں۔ مولوی دولت احمد خان صاحب بی۔ اے اس کے جائنٹ ایڈیٹر ہیں۔ اور مولوی محمد عبدالحافظ صاحب جو کہ ایک نوجوان ہیں اور بنگالی زبان پر پورا پورا عبور رکھتے ہیں علاوہ خزانچی ہونے کے اس کے جوشیلے "معاون مدیر" ہیں۔ سردست رسالہ احمدی کا دفتر کرایہ کے ایک چھوٹے سے کمرہ میں ہے۔ اور اس کے منیجر ایک پرجوش نوجوان مرزا علاءالدین بیگ ہیں۔ جنہیں انکی محنت شاقہ کے بالمقابل مبلغ پندرہ روپیہ ماہانہ کی ایک قلیل سی رقم ملتی ہے۔ انتظام دفتر کو بہترین طور پر منظم صورت میں لانے کے لئے از سر نو قواعد وضوابط وضع کئے گئے اور حساب کتاب اور دوسری ضروریات کے لئے نئے رجسٹر کھولے گئے ہیں۔ وہ فی الواقع ضروری ہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ رسالہ (احمدی) بنگال اور آسام کے تعلیم یافتہ طبقہ میں تبلیغ واشاعت کا کام عمدہ پیرایہ میں سرانجام دے رہا ہے۔ اور اگر یہاں کے جوان ہمت سیکرٹری صاحب نے اپنی کوششوں کو اسی طرح جاری رکھا۔ اور اسی طرح پوری تن دہی کے ساتھ اس میں ہمہ تن منہمک رہے جیسا کہ وہ ہیں۔ تو میں برادران سلسلہ کو وثوق راسخ کے ساتھ یہ یقین دلاتا ہوں۔ کہ انشاءاللہ العزیز اس رسالہ کا مستقبل نہایت ہی خوشگوار اور ثمردار ہوگا"۔

(سید عبداللطیف پروفیسر چٹاگانگ کالج)

تلاش عزیز

میرے بھائی کا لڑکا بلا اطلاع گھر سے نکل گیا۔ عبدالکریم نام۔ عمر ۱۳۔ ۱۴ سال۔ چھٹی جماعت میں پڑھتا ہے۔ بائیں کنپٹی پر داغ۔ رنگ گندمی سانولا۔ جس صاحب کو ملے۔ میرے پتہ پر تار دے۔ تمام خرچ ادا کیا جائے گا۔

محمد حسین گھڑی ساز سیکرٹری جماعت احمدیہ فریدکوٹ

360

(اشتہارات)

نیپٹ بہرا پن (رجسٹرڈ)

کم سننے۔ کان بڑوں یا بچوں کے بہنے۔ درد۔ بھاری پن۔ ورم خشکی۔ کھجلی سنسناہٹ آوازیں ہونے۔ پردوں کی کمزوری اور کان کی تمام بیماریوں کی مشہور دنیا پر صرف ایک اکسیر اور بے خطا دوا۔ بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات ہے۔ فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ عہ تین شیشی ایک ساتھ منگانے پر محصولڈاک معاف۔ بادشاہی منجن۔ مسوڑھوں سے خون جانے درد پانی اور دانت کی ہر ایک تکلیف پر تجربہ دوائی ہمیشہ استعمال کے قابل ہے۔ فی شیشی چار آنہ ۴ر دھوکہ بازٹھگوں سے ہوشیار۔ مرض دمہ کا شرطیہ علاج کیا جاتا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیے۔ پتہ

کان کی دوا۔ بلب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یو۔ پی

ضروریات زمانہ

اخلاق محمدی } احادیث نبوی سے اخلاقی مضامین کا مجموعہ اور بچوں جوانوں بوڑھوں اور عورتوں کے لئے ہر قسم کا وعظ۔ جن کے بغیر انسان کامل مومن نہیں بن سکتا۔ اخلاق اسلام کی بنیاد۔ بدخلق دوزخی ہوتا ہے (حدیث) ۱۲ر

غیر احمدیوں کے تمام سوالوں کا جواب } کتاب مسیح موعود و علماء زمانہ میں مخالفین کے اعتراضات کو نمبروار توڑا گیا ہے۔ اس سے ہزارہا کو ہدایت نصیب ہوئی قیمت حصہ اول ۵ر۔ دوم ۵ر۔ سوم ۵ر

وفات عیسیٰ } حضرت عیسیٰ کی وفات قرآن احادیث و تفاسیر سے ۱۲ر

احمدی غیر احمدی کا مقابلہ } اہل پیغام پر حجت ۲ر

سکولوں اور کالجوں کے طلباء کیلئے ہدایت نامہ } صرف نوجوانوں اور والدین کے لئے۔ ۵ر

خلافت و امامت } بچوں کیلئے بطور سوال و جواب حقیقت اسلام و ضرورت امام۔ ۱ر

سچے مذہب کی پہچان } بمقابلہ مخالفین اسلام تحدی چیلنج بوعدہ انعام دو ہزار ۲ر

چالیس ہزار کو فائدہ ہوا } انگریزی ترجمہ سیکھنے اور انگریزی سے اردو ترجمہ کرنا ایسا آسان ہوا۔ کہ چالیس ہزار جلدیں فروخت ہو گئیں۔ قیمت حصہ اول ۸ر دوم ۸ر سوم ۸ر

کمپوزیشن و خطوط نویسی انگریزی } اس سے مڈل اور انٹرنس والوں کو جواب مضمون لکھنا اور انگریزی چٹھیاں لکھنا جلد آ جاتا ہے۔ قیمت حصہ اول ۸ر دوم ۱۰ر علاوہ محصولڈاک

پتہ:۔ ماسٹر عبدالرحمٰن بی اے قادیان

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں (۶) جن کے بچے کمزور بدصورت پیدا ہوتے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گوہری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ عہ تین تولہ کے لئے محصولڈاک معاف چھ تولہ کا خاص رعایت ۸ر

سرمہ نورالعین

اس کے اعلیٰ اجزا موتی و ماہیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند غبار جالا ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے بے اندازہ پانی کے روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ۔ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن۔ جگر کو طاقت دینے والی۔ جوڑوں کے درد و نقرس کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ عہ

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خوردہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو یا پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔

قیمت فی شیشی ۱۲ر

المشتہر

نظام جان عبیداللہ جان معین الصحت قادیان

دو کنال اراضی نہایت باموقعہ

ایک صاحب اپنی اراضی ڈیڑھ مرلہ کم دو کنال واقعہ مابین کوٹھی میاں شریف احمد صاحب و کوٹھی مولوی محمد دین صاحب فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جگہ نہایت باموقعہ ہے۔ اور بوجہ ہمارے فارم کے قریب ہونے کے گویا ایک ہوادار سیرگاہ بھی پاس ہے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول بھی بالکل قریب یعنی صرف ساٹھ ستر قدم کے فاصلہ پر ہے۔ مالک زمین ایک ضرورت کی وجہ سے اسے فروخت کرتے ہیں۔ ورنہ اب جو گا ایسے اچھے موقعہ کی جگہ نہیں ملتی۔ قیمت پچیس روپیہ فی مرلہ تجویز کی گئی تھی۔ مگر جلدی فروخت ہو سکنے کے خیال سے ساڑھے بائیس روپیہ فی مرلہ کر دی گئی ہے۔ زمین کی پیمائش شرقاً غرباً چھتر فٹ اور شمالاً جنوباً ایک سو پندرہ فٹ ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت فرمائیں۔ قیمت بہرحال نقد وصول کی جائے گی۔

مرزا بشیر احمد قادیان ۲۶/۵

اکسیر تسہیل ولادت کے متعلق ضروری اطلاع

اکسیر تسہیل ولادت کے مفید ہونے کا یہ کافی ثبوت ہے۔ کہ مقامی علاقہ میں بھی اس کی مانگ اس قدر زیادہ ہے۔ کہ بیرونی فرمائشوں کی تعمیل کیلئے مشکل ہے۔ لیکن چونکہ اس کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہمیں اس کا دفتر الگ مقرر کرنا پڑے گا جس سے اس کے ترسیلی اخراجات بڑھ جائیں گے۔ اور ہمیں اسکی قیمت میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ ابھی اسکی وہی سابقہ قیمت صرف دو روپیہ معہ محصولڈاک ہے۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

طاقت کی مشہور و معروف دوائی

سلاجیت خالص

قیمت فی چھٹانک دو روپے بارہ آنے۔ آدھ پاؤ۔ پانچ روپیہ۔ پاؤ۔ نو روپے معہ محصولڈاک۔

پتہ

حکیم حاذق علم الدین سندیافتہ پنجاب یونیورسٹی
محلہ قلعہ۔ امرتسر

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

سکندرآباد - ۱۳ رجولائی - حضور نظام نے "چینز جیون" اور مرہٹہ انسائیکلوپیڈیا" دو کتابوں کا داخلہ ریاست حیدرآباد میں بند کر دیا ہے۔

شملہ ۱۲ رجولائی - پنجاب کورٹ فیس ایکٹ کو حکومت کی منظوری کا شرف حاصل ہو گیا ہے۔

شملہ ۱۳ رجولائی - سر جیفری ڈی مانٹمورنسی سر جان مینارڈ کی جگہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے۔

صوبہ بہار میں چینی مٹی کی چیزوں کے تیار کرنیکی ایک اسکیم زیر غور ہے - یہ بھی تجویز ہے - کہ ایسی اشیاء بھی بنائی جائیں - جن میں سے برقی رو نہ گذر سکے - بورڈ آف انڈسٹریز نے حکومت کی طرف سے امداد کا وعدہ کیا ہے۔

کلکتہ ۱۳ رجولائی - بنگال کی گورنمنٹ کا آج ایک اعلان شائع ہوا ہے - جس میں لکھا ہے - کہ راج شاہی ڈویژن کے کمشنر کی اطلاع سے یہ معلوم ہوتا ہے - کہ پبنہ میں پھر اور کوئی نیا واقعہ نہیں ہوا ہے - اور تمام حالات بہتر ہیں - یہ اطمینان بخش حالت غالباً مسلح پولیس کی کوششوں کا نتیجہ ہے - اب تک جس قدر گرفتاریاں ہوئی ہیں - ان کی تعداد ۲۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔

رنگون ۱۳ رجولائی - اراکان ربرما کا ایک حصہ ہے) میں جو ابھی حال میں طوفان آیا ہے - اور اس کی وجہ سے جو مکانات اور عمارتوں کو نقصان ہوا ہے - ان کی مجموعی قیمتوں کا تخمینہ کوئی ۵۵۹۸۴ روپیہ کا کیا جاتا ہے - اس نقصان میں تقریباً ۵۵۹۴۴ روپیہ کے تخمینہ کے عمارتیں سرکاری تھیں - اور باقی ۴۰۰۰ روپیوں کی عمارتیں ضلع کونسلوں کی تھیں۔

کلکتہ ۱۳ رجولائی - ۱۵ مسلمان ممبران کلکتہ کارپوریشن نے کارپوریشن کے اس خط کا کردہ اپنے استعفاء پر قطعی طور سے پھر غور کریں - حسب ذیل جواب دیا: -

"ہمارا استعفاء اس امر کا مظاہرہ کرتا ہے کہ کلکتہ کارپوریشن کے سوراج میں مسلمانوں کی کیا مایوس کن حالت ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے - کہ اس وقت کلکتہ کارپوریشن کے ہندو ممبران کا کیسا طرز عمل ہے - اس سے مسلمانان ہند کی آنکھیں کھلنا چاہئیں اور ان کو سوچنا چاہئے - کہ ان کا مستقبل اس سوراج میں جس کا خواب دیکھا جا رہا ہے کیا ہو گا - اور اس میں مسلمانوں کی کیا حالت ہو گی۔"

اس وقت تک دہلی میں کل ۱۲۴ گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

آئی ہیں - جن میں سے ۹۶ ہندو اور ۲۷ مسلمان ہیں۔

لاہور ۱۰ رجولائی - حکومت پنجاب نے زیر دفعہ ۱۵ قانون پولیس سال ۱۸۶۱ء اعلان شائع کیا ہے - یہ حکم چھ ماہ تک نافذ رہے گا - جس کی رو سے راولپنڈی شہر کے میونسپل رقبہ کو بے امن ظاہر کیا گیا ہے۔

متذکرہ بالا اعلان کے متعلق پنجاب گزٹ کی تازہ اشاعت میں بتلایا گیا ہے - کہ راولپنڈی شہر کے میونسپل رقبہ میں اگر کوئی شخص ہلاک کیا جائے گا - یا اسے ضرب شدید پہنچائی جائیگی - یا اس رقبہ کے باشندوں کے بُرے چلن سے یا ان میں سے کسی جماعت یا حصہ کے چلن کی وجہ سے کسی شخص کے مال کو نقصان پہنچے گا - تو اس علاقہ کے رہنے والے باشندہ کو جسے ان مفسدوں کے چلن سے نقصان پہنچا ہو - قانونی حق ہو گا - کہ وہ ایک ماہ کے اندر اندر زیر دفعہ ۱۵ الف قانون پولیس ۱۸۶۱ء معاوضہ کے لئے ضلع مجسٹریٹ کی عدالت میں معاوضہ دلائے جانے کی درخواست پیش کرے۔

بمبئی ۱۰ رجولائی - روزانہ "خلافت" میں امسال کے حج کے متعلق جو شکایات شائع ہوئی ہیں - اس کے تسلسل میں سلطان ابن سعود نے اپنے ایجنٹ مقیم بمبئی کو حسب ذیل تار ارسال کیا ہے - اس تار میں حج کے متعلق انتظامات کے خراب ہونے کی تردید کرنے کے بعد سلطان نے تحریر کیا ہے کہ نجدیوں اور مصری محمل برداروں کے درمیان فقط دس منٹ تک معمولی سا فرخشہ ہوا تھا - مصری حاجی دوسرے حاجیوں کے ساتھ جن کی تعداد قریباً ۱۶ ہزار تھی - آزادانہ چل رہے تھے - ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے - جس سے حاجیوں کو ذرہ بھر بھی تکلیف ہوئی ہو - چشمہ زمزم کے پانی کو بند کرنے کی شکایت کے متعلق سلطان کا بیان ہے - کہ اسے کبھی بند نہیں کیا گیا تھا - اور یہ برابر چل رہا ہے - اونٹوں کے کرایہ میں بے نظیر گرانی کا الزام بھی قطعی بے بنیاد ہے۔

شملہ ۱۰ رجولائی - صوبجات متوسط کے کئی مقاموں سے اطلاعیں موصول ہوئی ہیں - کہ مسلمانوں کے جلسے ہوئے جن میں وہابیوں کے سرزمین حجاز میں ناپاک افعال کی مذمت کی گئی ہے - اور دعائیں مانگی گئیں - کہ ابن سعود اور اس کے وحشی ہمراہیوں کے ناپاک قبضہ سے حجاز کو رستگاری ملے۔

گیا ۱۴ رجولائی - کل شب کو نندیا گنج میں تعزیوں کے معاملہ پر ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا - اس جھگڑے میں چار آدمی زخمی ہوئے ہیں۔

کلکتہ ۱۵ رجولائی - شہر کے شمال حصہ میں ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا - ایک آدمی جان سے مرا ہے - چالیس آدمی بہت زیادہ زخمی ہوئے ہیں - پولس کو گولی چلانی پڑی۔

ممالک غیر کی خبریں

پیرس ۱۱ رجولائی - سلطان مراقش "پیرس" نامی جہاز میں سوار ہو کر آج پیرس میں تشریف لے آئے - تاکہ پیرس میں نئی مسجد کا افتتاح فرمائیں - اور عبدالکریم پر فتح حاصل کرنے کے ضمن میں جو مختلف تقاریب منائی جانے والی ہیں - ان میں شریک ہوں - آپ کے ورود پر ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی - اور موسیو بریاں (وزیر اعظم) نے حکومت کی طرف سے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔

پیرس ۱۱ رجولائی - فرانس کے ہزارہا نابینا - اور اعضا بریدہ سپاہیوں نے ایک بڑا مؤثر اور جاذب توجہ ماتمی جلوس نکالا - اور امریکہ سے پر درد اپیل کی - کہ فرانس کی حالت پر رحم کرے - اس کو تباہی سے بچائے - اس کی آزادی کو پامال نہ ہونے دے - اور تصفیہ قرضہ کے معاملہ میں زیادہ نرمی سے کام لے - مجسمہ واشنگٹن کے نزدیک پہنچ کر پھولوں کا ایک ہار مجسمہ کے گلے میں ڈال دیا گیا۔

ویانا ۹ رجولائی - چیکوسلویکیہ آسٹریا اور بلقان کی اکثر ریاستوں میں اب تک سیلاب ہے - گذشتہ چند ہفتوں کے عرصہ میں مشرقی یورپ اور وسطی یورپ میں سیلاب بجلی اور طوفان کی وجہ سے تقریباً دو سو جانوں کا نقصان ہو چکا ہے۔

واشنگٹن ۱۱ رجولائی - محکمہ بحری کو ڈوور (نیو جرسی امریکہ) میں ڈنمارک جھیل پر گولہ بارود کا جو ذخیرہ تھا - اس پر بجلی گرنے کی وجہ سے آگ لگ گئی - ذخیرہ کے اڑنے سے گودام کے علاوہ ماؤنٹ ہوپ پر جو دو میل دور ہے - تیس مکانات بھی تباہ ہو گئے ہیں - یہ بحری گولہ بارود کا سب سے بڑا ذخیرہ تھا جس میں بے شمار بالکل تیار گولے جمع تھے - حادثہ کے پانچ گھنٹے بعد بھی گولے پھٹ رہے تھے - اور امداد کرنے والے انتہائی گرمی اور دھوئیں کے باعث سے نصف میل کے اندر نہ جا سکتے تھے - بارود اور تیز آتشگیر مصالحہ کے اڑنے کا ایک سلسلہ لگا ہوا ہے جس کی آواز چاروں طرف ۴۰ میل تک سنائی دیتی ہے - سولہ مربع میل کے علاقہ میں ایک فوجی حصار قائم کر دیا گیا ہے - بحری گولہ بارود کے ذخیرہ کی قیمت کا اندازہ جو تباہ ہو گیا - اسی لاکھ ڈالر کہا جاتا ہے - اور جنگی ذخیرہ جو پیکاٹنی میں نصف میل کے فاصلہ پہ ہے - اب تباہ ہو رہا ہے - کئی گاؤں قریب قریب بالکل تباہ ہونے کی خبر ملی ہے - سب سے پہلا خوفناک دھماکا میلوں کے فاصلہ پر جو مکانات ہیں ان میں سنا گیا تھا - اور اس کے سڑکوں پر سے موٹر کاریں اڑ گئی تھیں - گاؤں کے باشندوں پر تمام رات ہیبت طاری رہی - خوف کی وجہ سے امداد پہنچنے میں رکاوٹ ہو رہی ہے - مگر مجبوریاں

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکوں کے لئے قادیان سے شائع کیا)